

خصوصی سیکشن

سیلاب 2010ء: قدرتی آفات سے کیسے نمٹیں، عالمی اقدامات سے ماخوذ اسباق

”قدرتی آفات کو پائیدار ترقی، غربت میں کمی اور ہزاریہ ترقیاتی مقاصد کے حصول میں حائل بڑی رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔ آفات کے تباہ کن اثرات خصوصاً غریب خاندانوں کو زیادہ متاثر کرتے ہیں جس کی وجوہات یہ ہیں: غریبوں کے پاس بہت کم پیداواری اثاثے ہوتے ہیں، ان کے خطرناک مقامات اور ناقص رہائش گاہوں میں رہنے کا امکان زیادہ ہوتا ہے جبکہ وہ گذر اوقات کے لیے اپنی محنت پر انحصار کرتے ہیں۔ مذکورہ پُر خطر حالات کے باعث تباہی کے نتیجے میں اثاثوں سے محرومی یا خاندان کے ارکان کی موت یا معذوری کی صورت میں ان کے لیے حالات سے نمٹنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ ایسی صورتحال میں غریب گھرانے ناموافق یا نقصان دہ حکمت عملی اختیار کرتے ہیں جیسے وہ غذا، صحت اور تعلیم کے اخراجات میں کمی کر دیتے ہیں یا اپنے بچوں کو کام پر بھیج کر آمدنی بڑھانے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اس کے انسانی ترقی پر منفی اثرات کی شکل میں طویل مدتی مضمرات ہو سکتے ہیں اور اس کا نتیجہ مستقبل میں آمدنی کی پست سطح اور غربت کے چنگل میں پھنسنے کی صورت میں نکل سکتا ہے۔“¹

پاکستان میں سیلاب 2010ء، نقصانات کا پھیلاؤ

پاکستان کو اپنی تاریخ کی بہت بڑی تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔ 2010ء میں آنے والے غیر معمولی سیلاب نے 132,000 کلومیٹر رقبے پر بسنے والے دو کروڑ لوگوں کو بے گھر کر دیا۔

ایشیائی ترقیاتی بینک اور عالمی بینک کے تخمینوں کے مطابق انفراسٹرکچر، کھیتوں اور مکانات کے ساتھ ساتھ دیگر بلا واسطہ اور بالواسطہ نقصانات کی مالیت تقریباً 9.7 ارب ڈالر بنتی ہے۔ سب سے زیادہ نقصان زراعت اور گلہ بانی کے شعبے کو پہنچا جس کے بعد مکانات کا نمبر آتا ہے جبکہ دیگر انفراسٹرکچر کو بھی بھاری نقصان پہنچا۔

چونکہ پاکستان کی آبادی کا ایک بڑا حصہ زرعی شعبے سے وابستہ ہے اور تقریباً 40 فیصد² نفوس خطِ غربت سے نیچے زندگی بسر کرتے ہیں اس لیے امکان ہے کہ مستقبل میں سیلاب کے شدید معاشرتی و معاشی اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ عالمی ادارہ محنت کے مطابق سیلاب سے 53 لاکھ افراد

¹ ”مستحکم کیو پی پی آر تشکیل: خطرے کا انتظام اور سماجی فنڈز کی یوٹی پر مبنی ترقیاتی سرگرمیوں کے ذریعے قدرتی آفات پر رد عمل“، عالمی بینک (2010ء)۔

² تفصیلات کے لیے دیکھئے، سماجی شعبے کی ترقی، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر سالانہ رپورٹ برائے 2009-10ء، بینک دولت پاکستان۔

جدول نمبر 1.1: متاثرین سیلاب کے لیے ملک دار پیرونی امداد							
ملک/ایجنسی	مجموعی موعودہ (ملین امریکی ڈالر)	گرانٹ (ملین امریکی ڈالر)	بیلانچس (ملین امریکی ڈالر)	عامل ادارہ			
	موعودہ رقم	تقسیم کردہ رقم	موعودہ رقم	موصولہ رقم	اقوام متحدہ/ڈونر	حکومت	پاکستان
امریکہ/ایو ایس ایڈ	381.5	313.5	انجینیئرنگ ملی کشتیوں، نیموں، نکاسی آب و صفائی، پلاسٹک کی چادروں، کبلوں پر مشتمل بارہ پروازیں	68.0	381.5		
سعودی پبلک فنڈ رہلیف	242.0			242.0			242.0
یورپی یونین	187.5	100.0	87.5		187.5		
ترکی نئی دسرکاری طور پر جمع کردہ فنڈز	130.9			130.9			130.9
برطانیہ/ڈی ایف آئی ڈی	117.7	69.7	48.0	خیسے، کبل، پانی کے کنٹینرز، شیلٹر ٹکٹس، پانی صاف کرنے کی گولیاں	117.7		
ایران	101.2			100.0	1.2		100.0
سعودی عرب	100.0			55.0	45.0		95.0
آسٹریلیا	67.5	67.5	انجینیئرنگ ملی	امدادی اشیاء سے بھرے تین طیارے	دو طیارے بھیجے گئے		67.5
چین	50.7	50.7	0.2	29.5	21.0		50.7
ترکی	45.0	45.0	10.0		35.0		10.0
جرمنی	43.8	6.3	37.5	خیسے، چال، کبل، باورچی خانے کی اشیاء، پانی صاف کرنے کی گولیاں وغیرہ	43.8		
ہالینڈ	43.3	34.9	8.4		43.3		
کینیڈا	33.0	33.0			33.0		
ڈنمارک	33.0	21.0	12.0		33.0		
اقوام متحدہ	29.0	29.0			29.0		
دیگر*	264.2	93.6	54.9	73.7	31.8	169.1	95.8
کل	1870.3	739.4	287.5	631.1	202.0	1236.5	634.4

* اس میں آئی ڈی بی کے موعودہ ایک کروڑ ڈالر کے آسان قرضے شامل نہیں۔

http://www.ead.gov.pk

روزگار سے محروم ہو گئے یا ان کی گذراوقات کے ذرائع متاثر ہوئے۔³ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں کئی اسپتال، اسکول اور سڑکیں یا تو بالکل تباہ ہو گئیں یا اب وہ ناقابل استعمال ہو چکی ہیں۔ مذکورہ حالات کے پیش نظر ملک کے معاشی و معاشرتی اظہار یوں میں پیش رفت اور بہتری کو برقرار رکھنا بہت دشوار ہوگا۔ مزید برآں، امکان ہے کہ 2015ء تک غربت میں کمی اور ہزار یں ترقیاتی مقاصد کے حصول کی کوششیں متاثر ہوں گی۔

³ ماخذ: http://www.ilo.org/islamabad/info/public/pr/lang--en/WCMS_144470/index.htm

اس خصوصی سیکشن میں مختلف ذرائع کی جانب سے انجام دی جانے والی امدادی سرگرمیوں کا جائزہ لیتے ہوئے ایسی تجاویز کے بعد بحالی کی سرگرمیوں کے تجربات اور اسباق پر بحث کی گئی ہے۔

اب تک کیا کچھ ہوا ہے

سیلاب سے آنے والی تباہی کے بعد عالمی برادری کی جانب سے سیلاب سے متاثرہ افراد کو پانی، خوراک، صحت کی سہولتوں اور پناہ گاہوں سمیت بنیادی ضروریات زندگی فراہم کرنے کی کوششوں میں تیزی آگئی تھی (جدول نمبر 1.1)۔ عالمی برادری کے تعاون کے باوجود مطلوبہ امداد فراہم نہیں کی جاسکی اور ابھی تک متاثرہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد مشکلات سے دوچار ہے۔ عالمی امداد ایجنسی آکس فیم نے خبردار کیا ہے کہ سیلاب کی بحالی کے فنڈز ختم ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے لاکھوں افراد کی زندگیوں کو خطرات لاحق ہو گئے ہیں۔

سردی کا موسم آچکا ہے اور عارضی پناہ گاہوں، خیموں اور قابل منتقلی ٹھکانوں میں رہنے والے افراد کو سرد موسم سے بچانے کی ضروری سامان کی فراہمی میں ناکامی تشویش کا باعث ہے۔ مذکورہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے سیلاب سے متاثرہ افراد کی بحالی اور تباہ شدہ معاشرتی اور مادی انفراسٹرکچر کی تعمیر نو کا کام بہت دشوار ہے اور اس کے لیے تمام فریقوں کو مل کر کوششیں کرنا ہوں گی۔

حکومت پاکستان نے وطن کارڈ اسکیم شروع کی ہے جس کے مطابق سیلاب سے متاثرہ افراد کو ابتدائی طور پر 20,000 روپے ملیں گے جبکہ تعمیر نو کی سرگرمیوں کے لیے مزید 80,000 روپے دینے کا وعدہ بھی کیا گیا ہے۔

اسٹیٹ بینک نے بھی سیلاب سے متاثرہ علاقوں کی امدادی سرگرمیوں میں حصہ لیا جس کی تفصیلات باکس نمبر 1.1 میں دی گئی ہیں۔

باکس نمبر 1.1: سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے لیے اسٹیٹ بینک کے اقدامات: سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے قرض گیر کو سہولت دینے کے لیے اسٹیٹ بینک نے متعدد اسکیمیں شروع کی ہیں۔ ان اسکیموں کی اہم خصوصیات کو ذیل میں دیا گیا ہے:

☆ **سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں کیولائی کاشت کے لیے رعایتی مالکاری و ضمانت اسکیم:** ربيع کے موسم میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں کیولائی کی بوائی میں کسانوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے ایک رعایتی مالکاری اسکیم متعارف کرائی گئی ہے جس کے تحت بینکوں کے ذریعے سے رعایتی مارک اپ پر قرضے مہیا کیے جائیں گے۔ اس اسکیم کے لیے 500 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں۔ مذکورہ اسکیم کے تحت دیئے جانے والے قرضوں کو قرضہ ضمانت اسکیم کے تحت تحفظ فراہم کیا جائے گا اور اس میں اسٹیٹ بینک بینکوں جائز نقصانات کے 30 فیصد حصے میں شراکت داری کرے گا۔ اسکیم کے تحت قرضے ایسے متاثرہ اضلاع / علاقوں میں دیئے جائیں گے جن کی نشاندہی وزارت خوراک و زراعت کرے گی۔ فصل کی پیداوار کے قرضوں اور ان کی واپسی کی مدت فصل کے پھر پر مبنی ہوگی اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت 6 ماہ تک ہو سکتی ہے۔ اسکیم کے تحت بینکوں کو نو مالکاری کم از کم 5 فیصد سالانہ پر دی جاتی ہے۔ بینکوں کو قرضہ لینے والوں سے زیادہ سے زیادہ 3 فیصد سالانہ تفاوت چارج کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اس لیے کاشت کاروں کو 8 فیصد سالانہ پر قرضے دیے جاتے ہیں۔ اسکیم کے تحت قرضوں کے اصل زر کو بینک اور قرضہ لینے والے کے درمیان طے شدہ تاریخ پر واپس کرنا ہوگا لیکن یہ فصل کی کٹائی سے 60 دن زیادہ نہیں ہونا چاہیے جبکہ مارک اپ کی ادائیگی قرضے کی مدت مکمل ہونے پر کی جائے گی۔

☆ **سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں ایس ایم ای وزری سرگرمیوں کی بحالی کے لیے نو مالکاری اسکیم:** اسکیم کے تحت حالیہ سیلاب سے متاثرہ اضلاع میں کاشت کاروں اور چھوٹی و درمیانی انٹرپرائز (ایس ایم ایز) کو بینکوں کے ذریعے زرعی، پیداواری / جاری سرمائے کے رعایتی قرضے دیئے جائیں گے۔ ان علاقوں کی نشاندہی نیشنل ڈیزاسٹر منیجمنٹ اتھارٹی کرے گی اور یہ قرضے بینکوں / ترقیاتی مالی اداروں کے ذریعے سے رعایتی مارک اپ پر دیئے جائیں گے۔ اس مقصد کے لیے 10 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں۔ زرعی پیداواری قرضوں کے تحت فصل کی پیداوار کے قرضے اور اصل زر کی واپسی کی مدت فصل کے پھر کی بنیاد پر زیادہ سے زیادہ ایک سال کی مدت کے لیے ہوگی جبکہ کاشت کار کے لیے قرضے کی حد کا تعین بینک قرض کی ضروریات، نقد رقم کے

بہاؤ، واپس کرنے کی صلاحیت، قرض لینے کے خاکہ خطر و غیرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے کرے گا۔ جبکہ بینک ایس ایم ایز کو سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں ایس ایم ایز کے لیے محتاط ضوابط میں دی گئی تعریف کے مطابق قرضے دے گا۔ اسکیم کے تحت بینکوں کو 5 فیصد سالانہ پر نو مالکاری فراہم کی جائے گی۔ بینکوں کو قرض گیارہ سے زیادہ سے زیادہ 3 فیصد سالانہ تفاوت چارج کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس لیے ایس ایم ایز / کاشت کاروں کو 8 فیصد سالانہ پر قرضہ دیا جائے گا۔ اسکیم کے تحت قرضوں کے اصل زر کی واپسی بینک اور قرض لینے والے کے درمیان طے شدہ تاریخ پر کی جائے گی اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت ایک سال ہوگی۔ ایس ایم ایز کو قرضوں پر مارک اپ سہ ماہی بنیادوں پر دینا ہوگا جبکہ زرعی قرضوں پر مارک اپ ششماہی بنیادوں پر ادا کیا جائے گا۔

☆ سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے قرض گیارہ کے لیے خود مالکاری کے امدادی اقدامات: اسکیم کے تحت خود مالکاری بینکوں (ایم ایف بیز) کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ وہ بینشل ڈیز اسٹرینجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) کی جانب سے نشاندہی کیے جانے والے سیلاب سے متاثرہ علاقوں کے قرض گیارہ کے قرضے ایس ایم ایز کے لیے دیے گئے محتاط ضوابط کے مطابق ری شیڈول / ری اسٹرکچر کریں۔ ایم ایف بیز اپنے قرضوں پر تمویں کو 31 دسمبر 2011ء تک موخر کر سکتے ہیں۔ یہ زرعی ایسے قرضوں کے لیے دی گئی ہے جو یکم جولائی 2010ء سے غیر ادا شدہ قرضوں کے زمرے میں شامل ہو گئے ہیں۔

☆ سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں زراعت واپس ایم ای قرضوں کے لیے امدادی اقدامات: اسکیم کے تحت بینکوں / ڈی ایف آئی کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے کہ وہ این ڈی ایم اے کی جانب سے نشاندہی کیے جانے والے سیلاب سے متاثرہ علاقوں میں ایسے زرعی واپس ایم ای قرضوں کو زرعی واپس ایم ای مالکاری کے محتاط ضوابط کے مطابق ری شیڈول / ری اسٹرکچر کریں جہاں قرضوں کی واپسی کا امکان موجود ہے۔ ایسے تمام ری شیڈول / ری اسٹرکچرڈ قرضوں کے لیے بینک / ترقیاتی مالی ادارے تمویں کو 31 دسمبر 2011ء تک موخر کر سکتے ہیں۔ یہ زرعی ایسے قرضوں پر دی گئی ہے جو یکم جولائی 2010ء سے غیر ادا شدہ قرضوں کے زمرے میں شامل ہو گئے ہیں۔

عالمی تباہیوں سے حاصل ہونے والے اسباق

نئے ہزارے کی پہلی دہائی کے دوران دنیا بھر میں سونامی (بحر ہند 2004ء)، قطرینا طوفان (امریکہ 2005ء) اور زرجس طوفان (میانمار 2008ء) سمیت متعدد قدرتی آفات دیکھنے میں آئیں۔ ان کی تباہیوں سے ہونے والے نقصانات کی سطح مختلف ہے (دیکھئے جدول رخس 1.2)۔ تاہم

جدول رخس 1.2: دیگر قدرتی آفات سے تھقل					
متاثرہ آبادی	سیلاب (پاکستان اگست 2010ء)	زلزلہ (پاکستان اکتوبر 2005ء)	قطرینا طوفان (امریکہ اگست 2005ء)	زرجس طوفان (میانمار 2008ء)	سونامی (بحر ہند دسمبر 2004ء)
20,251,550	3,500,000	500,000	2,420,000	2,273,723	
متاثرہ علاقہ (اسکوائر کلومیٹر)	132,000	30,000	دستیاب نہیں	23,500	دستیاب نہیں
اموات	1,767	73,338	1,836	84,537	238,000
زخمی	2,865	128,309	دستیاب نہیں	19,359	125,000
تباہ شدہ مکانات	1,884,708	600,152	200,000	450,000	دستیاب نہیں
ماخذ: این ڈی ایم اے کی ویب سائٹ					

ان قدرتی آفات کے جواب میں کی جانے والی امدادی و بحالی کی سرگرمیوں سے کئی مشترکہ اسباق ملتے ہیں جنہیں پاکستان میں حالیہ سیلاب کے بعد بحالی کی کوششوں میں تیزی لانے کے لیے رہنما اصولوں کے طور پر استعمال کیا جاسکتا ہے۔ عالمی برادری کی جانب ان آفتوں کے بعد حالات سے نمٹنے کے لیے کیے جانے والے بعض اقدامات پر ذیل میں بحث کی گئی ہے۔

- 1۔ بحالی کی سرگرمیوں میں تعاون: بحالی کی ایک موثر حکمت عملی اسی صورت میں کامیاب ہو سکتی ہے اگر امدادی سرگرمیاں انجام دینے والے تمام شرکاء میں مربوط تعاون موجود ہو۔ اس لیے تصادم سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام اداروں کو الگ الگ مینڈیٹ دیا جائے۔ آپچے

(انڈونیشیا) میں سونامی کے بعد بحالی کے اقدامات سے ظاہر ہوتا ہے کہ بحالی کی سرگرمیوں کی کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ حکومت کے ساتھ اعتماد پر مبنی شراکت داری قائم کی جائے۔ مقامی آبادی کی شرکت بے حد اہمیت کی حامل ہے خصوصاً متاثرین کی تاکہ بحالی کے عمل کی وسیع تر ملکیت کو یقینی بنایا جاسکے۔

حکومت کے پاس مطلوبہ انفراسٹرکچر کی دستیابی اور متاثرہ علاقوں تک رسائی کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت کو دیگر امدادی ایجنسیوں کے تعاون سے بحالی کے عمل میں قائدانہ کردار ادا کرنا ہے تاکہ ایک مربوط پروگرام پر عملدرآمد یقینی بنایا جاسکے۔ اس لیے سیلاب متاثرین کو امداد فراہم کرنے والی تمام ایجنسیوں/این جی اوز کے لیے ضروری ہے کہ وہ بحالی کے مرحلے کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لیے حکومت پاکستان کے ساتھ مل کر کام کریں۔

2۔ **معلومات کی فراہمی:** بحالی کی سرگرمیوں میں اشتراک کو بہتر بنانا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ متاثرہ آبادی سمیت تمام متعلقہ افراد کو بحالی کے عمل کے متعلق ضروری معلومات دستیاب نہ ہوں۔ سونامی کے بعد بحالی کے عمل سے پتہ چلتا ہے کہ یو این ڈی پی اور اے ڈی پی نے دی گئی امداد کا پتہ لگانے کے لیے موجودہ امدادی ڈیٹا بیس (ڈی اے ڈی) سے استفادہ کیا۔ تامل ناڈو (بھارت) میں سونامی کی بحالی کے پروگرام کی کامیابی میں ریاستی و ضلعی سطح کے معلوماتی مراکز کے نیٹ ورک کے ذریعے قابل بھروسہ دیہی معلومات اور منسلک اطلاعات سے مدد ملی تھی۔ اس سے احتساب اور بحالی کے عمل میں اشتراک کو بہتر بنانا ممکن ہو سکا تھا۔

نیشنل ڈیزاسٹر منجمنٹ اتھارٹی (این ڈی ایم اے) پہلے ہی اپنی ویب سائٹ پر سیلاب کے نقصانات، اقدامات، امدادی سرگرمیوں کے لیے ضروریات، بحالی و آبادی کاری میں پیش رفت اور ڈونرز و اسپانسرز کی وعدہ کی گئی رقوم کے بارے میں تفصیلات مہیا کر دی ہیں۔ تاہم ضروری ہے کہ تمام فریق دستیاب معلومات کو مناسب انداز میں استعمال کریں اور بحالی کی کوششوں اور متاثرہ آبادی کی ضروریات کے حوالے سے متعلقہ حکام کو مزید معلومات فراہم کریں تاکہ ریلیف کے ایک مربوط اور منظم پروگرام پر عملدرآمد یقینی بنایا جاسکے۔

3۔ **ہدف بنانے کی حکمت عملی:** کسی ریلیف پروگرام میں فوری بردہف امداد کے لیے سب سے زیادہ ضرورت مند افراد کی نشاندہی اور ان تک رسائی میں اکثر مشکلات آتی ہیں اور انہیں امداد بہم پہنچانے میں بعض تعصبات حائل ہو سکتے ہیں۔ ریلیف کی سابقہ کوششوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ صنف، نسل، عمر، طبقہ، مذہب یا پیشے کا نتیجہ تباہی کے بعد معمولی امداد یا امداد سے محرومی کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ خصوصاً، بحالی کے عمل میں صنفی امتیاز اکثر دیکھنے میں آتا ہے۔

اس لیے ہدف بنانے کی حکمت عملی میں ایسے تعصبات کو کم کرنے کی کوشش کی جانی چاہیے۔ انڈونیشیا میں سونامی کے بعد بحالی کے تجربے سے ظاہر ہوتا ہے کہ صنف سے متعلق تعصبات کو نگرانی و جانچ کے مقاصد کے لیے صنفی لحاظ سے اعداد و شمار فراہم کر کے کم کیا جاسکتا ہے۔ سیلاب کے لیے جاری امدادی سرگرمیوں کی منصوبہ بندی کی جانی چاہیے اور ان پر عملدرآمد اس انداز میں کیا جائے کہ معاشرے کے پسماندہ ترین طبقات نظر انداز نہ ہوں۔

4۔ **حکومت کی مخصوص مداخلتیں:** کسی بھی قدرتی آفت کے بعد حکومتیں متاثرہ افراد کی بحالی کے لیے متعدد مداخلتیں کرتی ہیں۔ ان میں خوراک کی مفت تقسیم، کام کے لیے غذا اور کام کے لیے نقد رقم کی فراہمی وغیرہ شامل ہیں۔ مختلف قدرتی آفات کے تجربے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایسی مداخلتیں کامیاب ثابت ہوئی ہیں۔ کینیا میں 1996ء کے سیلاب کے بعد حکومت نے نقد اسکیمیں متعارف کرائیں جس سے متاثرین کو چھوٹے پیمانے پر آمدنی حاصل کرنے کی سرگرمیوں میں سرمایہ کاری کی ترغیب ملی۔

بینک اور دیگر مالی ادارے خرد مالکاری اسکیموں اور چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری اداروں مالکاری کی فراہمی کے ذریعے مقامی افراد کو سرمائے تک رسائی یقینی بنانے میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ ایسا کوئی بھی پروگرام مارکیٹ کے مناسب تجزیوں پر مبنی ہو اور اسے بہتر انداز میں ڈیزائن کرنے کے ساتھ ساتھ اس سہولت کے بارے میں مناسب آگاہی بھی دی جائے۔

سونامی کے بعد آچے (انڈونیشیا) اور گجرات (بھارت) میں نوآباد کاری کی کوششیں کامیابی سے ہمکنار ہوئی ہیں۔ انڈونیشیا میں عالمی بینک کے کیسماتان ترقیاتی پروگرام (کے ڈی پی) کے تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ برادری پر مبنی امدادی گرانٹس بھی بحالی میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں (آفت کے بعد ذریعہ معاش کی بحالی کی کامیاب منتخب کہانیوں کی تفصیلات دیکھئے باکس 2 میں)۔ اگرچہ بینک دولت پاکستان نے سیلاب زدہ علاقوں میں ریلیف کی فراہمی کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں تاہم مالی اداروں کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسی اختراعی اسکیمیں تیار کریں جن سے ملک کی سیلاب زدہ آبادی کے لیے روزگاری فراہمی کے مواقع بڑھائے جاسکیں۔

5۔ **تعمیرات کی حتمی لاگت کا ابتدائی تخمینوں سے تجاوز:** قدرتی آفت کے بعد بحالی کے کاموں کے تجربے سے پتہ چلتا ہے کہ اس بات کا امکان بہت زیادہ ہے کہ تعمیریاتی پروگراموں کی حتمی لاگت ابتدائی تخمینوں سے کہیں زیادہ بلند ہو جس کا سبب تعمیرات کی مقامی لاگت کا بڑھنا ہے کیونکہ مقامی منڈیوں میں خام مال اور افرادی قوت کی طلب میں اچانک اضافہ ہو جاتا ہے۔

یو ایس ایڈ کی جانب سے فراہم کردہ عالمی بینک کے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ سونامی کے بعد آچے (انڈونیشیا) میں اینٹیں لگانے والوں، پلمبروں اور تعمیریاتی سپروائزرز کی اوسط اجرتوں میں بالترتیب 55 فیصد، 72 فیصد اور 81 فیصد اضافہ ہو گیا تھا۔⁴ اس لیے یہ توقع رکھنا ضروری ہے کہ لاگت بڑھے گی اور اس لیے نوآباد کاری کے کام کا بجٹ مناسب انداز میں فنڈز کی ضروریات کا درست تخمینہ لگاتے ہوئے بنایا جائے۔

6۔ **صحت کی بنیادی سہولتوں کی فراہمی:** قدرتی آفات کے باعث وبائی امراض کے پھیلنے سمیت متاثرہ علاقے میں زندہ بچ جانے والے افراد کی صحت کو کئی خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔ ان حالات میں ایسے امراض کو پھیلنے سے روکتے ہوئے صحت کی بنیادی سہولتوں کی فراہمی بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ وباؤں کے پھیلاؤ کو روکنے کی جانب ایک اہم قدم متاثرین کو پناہ گاہ کی فراہمی ہے۔ تاہم یہ ضروری ہے کہ فراہم کردہ کیمپوں میں پانی، نکاسی آب اور کھانا پکانے کا انفراسٹرکچر مہیا کیا جائے۔ سر دیوں کی شروعات کو مد نظر رکھتے ہوئے پناہ گاہ کی فراہمی بہت ضروری ہے کیونکہ خواتین، معمر افراد اور بچوں میں موسمی بیماریوں سے مدافعت کی صلاحیت کم ہوتی ہے۔

⁴ ماخذ: ”بڑی تباہی کے بعد تعمیر نو: انڈونیشیا، سری لنکا اور تھائی لینڈ میں سونامی کے بعد کے تجربات سے اخذ کردہ اسباق“ ورلڈ پیپر نمبر 125 (2008ء)۔

7۔ نوآبادکاری کے مرحلے میں احتساب و شفافیت: متاثرین کی کامیاب نوآبادکاری کے لیے مختلف پروگراموں کی نگرانی و جانچ کو اس عمل کا ایک باقاعدہ حصہ بنایا جائے۔ ایسی نگرانی کو جاری رہنا چاہیے تاکہ نہ صرف اس پروگرام میں درست سمت میں پیش رفت کو یقینی بنایا جائے بلکہ اسے متعلقہ آبادی کی بدلتی ہوئی ضروریات سے ہم آہنگ بنانے میں بھی مدد ملے گی۔

بحالی کے لیے درکار بھاری فنڈز کو مد نظر رکھتے ہوئے بدعنوانی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ سونامی کی نوآبادکاری کے تجربات سے نشاندہی ہوتی ہے کہ کرپشن کو ایک خاص حد میں رکھنا ممکن ہے۔ اس کا اہم سبب یہ ہے کہ بدعنوانی کو تعمیر نو کو درپیش ایک سنگین خطرہ سمجھا گیا تھا اور حکومت نے مختلف مراحل پر شفافیت اور احتساب کے طریقہ کار اختیار کیے تھے۔⁵ آچے (انڈونیشیا) میں ایک جامع انفارمیشن مینجمنٹ سسٹم، ریکوری آپریشن نیاس ڈیٹا بیس (آر اے این ڈی) تیار کیا گیا اور سونامی کی بحالی کے کاموں میں مصروف تمام ایجنسیوں کے لیے رجسٹریشن اور وعدہ و تقسیم کی گئی رقوم کے بارے میں باقاعدگی سے معلومات کی فراہمی کو لازمی قرار دیا گیا تھا۔

احتساب کے ساتھ ساتھ نفاذ کے ایک ایسے مضبوط طریقہ کار کی موجودگی بھی ضروری ہے جس میں متاثرہ افراد کی شکایات کو سنا جائے۔ بحالی و نوآبادکاری کے جاری عمل میں ایسے طریقہ کار پر موثر عملدرآمد سے کرپشن میں بڑی حد تک کمی لانے اور معاشرے کے کمزور طبقات سے ہونے والی نا انصافیوں کا ازالہ کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

8۔ مستقبل کی تیاری: قدرتی آفات سے ہونے والی تباہی کے اثرات کو کم کرنے کے لیے پیشگی انتباہ کے مناسب نظام کی تیاری، تباہی سے نمٹنے کی تیاری کے طریقوں اور نوآبادکاری کے نظاموں کے انتظام میں جدید ٹیکنالوجی کے زیادہ سے زیادہ استعمال کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ عالمی تجربے سے ظاہر ہوتا ہے کہ بھارتی ریاست گجرات (2001ء) میں آنے والے تباہ کن زلزلے کے بعد مواصلاتی رابطوں کے منقطع ہونے کے باعث طبی ماہرین نے دور دراز علاقوں میں رہنے والے متاثرین سے ٹیلی فون پر ان کی تکالیف سنیں اور انہیں مفید مشورے دیے۔

اس لیے ضروری ہے کہ حکومت پاکستان ٹیکنالوجی کی موجودہ سہولتوں کو بہتر بنانے کا جائزہ لے تاکہ ملک مستقبل میں کسی بھی قسم کی تباہی سے نمٹنے کی بہتر پوزیشن میں آجائے۔

9۔ تباہی کو اصلاح کے موقع میں بدلنے کے لیے استعمال کریں: قدرتی آفات سے حاصل ہونے والا سب سے اہم سبق یہ ہے کہ ان ملکوں نے ایسی تباہیوں کو اپنی اصلاح اور بہتری کے موقع کے طور پر استعمال کیا تھا جیسا کہ سونامی سے متاثر ہونے والے تمام پانچ ملکوں میں دیکھنے میں آیا تھا۔ ان ملکوں نے تباہی سے نمٹنے کی تیاری کرنے والے ادارے قائم کیے جنہیں انتباہ کے پیشگی نظاموں سے لیس کیا گیا۔ انہوں نے آفات کے بارے میں آگاہی و تیاری کے پروگراموں میں مقامی آبادی کی شرکت کی حوصلہ افزائی کرنا بھی سیکھ لیا ہے۔ اس لیے حکومت پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس بحران کو اصلاح کے موقع اور بہتر نظاموں کی تعمیر میں بدل دے۔

⁵ ماخذ: www.ifrc.org/Docs/pubs/Updates/the-tsunami-legacy.pdf

خلاصہ

پاکستان کو اس وقت تباہ کن سیلاب کے باعث ہونے والے بھاری نقصانات کا سامنا ہے جس نے لاکھوں افراد کی زندگیوں کو مشکلات سے دوچار کر دیا ہے۔ تباہی کے پھیلاؤ کے پیش نظر مکمل بحالی آسان ثابت نہیں ہوگی اس لیے اندرونی و بیرونی فریقوں کے درمیان مضبوط تعاون کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ عالمی برادری اس سلسلے میں پاکستان سے تعاون کر رہی ہے لیکن متاثرین کی نوآباد کاری کے لیے ابھی بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ پاکستان چونکہ متاثرین سیلاب کی نوآباد کاری کے مرحلے میں داخل ہو رہا ہے، اس لیے ضروری ہے کہ اسی نوع کی قدرتی آفات سے پھیلنے والی تباہیوں کے بعد ان ملکوں کے تجربات سے استفادہ کیا جائے کیونکہ اس سے حکومت کو بحالی کے اقدامات کی بہتر منصوبہ بندی اور اس پر عملدرآمد میں مدد مل سکتی ہے۔

بکس 2: تباہی کے بعد ذریعہ معاش کی بحالی، کامیابی کی منتخب کہانیاں

☆ **ایوان ڈی پی کا نقد برائے روزگار پروگرام (جینی 2010ء):** جینی میں آنے والے چاہ کن زلزلے کے بعد ایوان ڈی پی نے نقد برائے روزگار پروگرام متعارف کرایا جس کے تحت ملے بٹانے اور انفراسٹرکچر کی تعمیر و ترمیمی سرگرمیوں کے لیے قلیل مدتی ملازمتوں کے مواقع پیدا کیے گئے۔ اسکیم کے تحت ایک لاکھ سے زیادہ کارکنوں کو روزگار فراہم کیا گیا جو ان کی بنیادی ضروریات زندگی پوری کرنے کے لیے کافی تھا۔ ان میں خواتین کی تعداد 40 فیصد بنتی ہے۔ جبکہ خرد و چھوٹی انٹرپرائزز کی اعانت کے لیے ایک الگ پروگرام پر عملدرآمد کیا جا رہا ہے جس کا مقصد اثاثہ جات کی تبدیلی کے عوض چھوٹی گرانٹس فراہم کرنے کے علاوہ تقریباً 20,000 چھوٹے کاروباروں کو انتظامی و مہارت کی صلاحیتوں کو بہتر بنانے کی تربیت دینا ہے۔ مزید برآں، تربیت کے ذریعے مقامی افراد میں استعداد پیدا کرنے کے لیے علاقے پر مبنی بحالی کے متعدد منصوبوں پر عملدرآمد کی تیاری کی جارہی ہے۔ ایوان ڈی پی کے 2010-12ء کے پروگرام کے اہم اجزاء میں ذریعہ معاش، نقد برائے روزگار اور علاقے پر مبنی بحالی شامل ہیں اور ان کے لیے 149.2 ملین ڈالر مختص کیے گئے ہیں۔

☆ **انٹرویو شپ کا کیمپس تان ترقیاتی پروگرام (عالمی بینک):** یہ پروگرام انٹرویو شپ کی حکومت کے تعاون سے شروع کیا گیا تھا۔ اس کا مقصد غربت کا خاتمہ، مقامی حکومتی و کیوٹی اداروں کو مضبوط بنانا اور مقامی گورنرس میں بہتری لانا ہے۔ اس پروگرام کے لیے عالمی بینک کے قرضوں، حکومت کی میزانیہ قومات اور ڈونر کی گرانٹس سے قوم مہیا کی گئیں۔ اسکیم کے تحت دیہی لوگوں کو ان کی ترقیاتی ضروریات و ترجیحات کے لیے فنڈز جمع کرنے کے حوالے سے منصوبہ بندی اور فیصلہ سازی کے عمل میں شامل کیا گیا۔ یہ پروگرام کامیاب رہا کیونکہ مقامی گورنرس میں بہتری لانے کے علاوہ کے ڈی پی نے ملک بھر میں انفراسٹرکچر، معاشی و سماجی سرگرمیوں کے 116,300 مختلف چھوٹے بڑے منصوبوں کے لیے قوم مہیا کیں۔

☆ **ایشیائی ترقیاتی بینک کے تعاون سے زلزلے اور سونامی کے ہنگامی امدادی منصوبوں میں اعانت (آپے خرد و چھوٹی انٹرپرائزز):** آپے میں خرد و چھوٹی انٹرپرائزز کو پائیدار مالی خدمات تیار کرنے میں مدد دینے کے لیے دیہی بینکاری کے نیٹ ورک کو دوبارہ ڈیزائن کیا گیا۔ جس کے تحت 12 چھوٹے دیہی بینکوں کو ضم کرتے ہوئے ان کی مجموعی ایکویٹی بنیاد میں اضافہ کر دیا گیا۔ مزید برآں، ایشیائی ترقیاتی بینک نے معیاری آپریشننگ کی وضع کردہ پالیسیوں اور طریقوں کے تحت پرانے و نئے عمل کو ملازمت کی فراہمی میں بھی مدد کی۔ یکجا شدہ دیہی بینک آپے کے زیادہ دور دراز اور بینکاری خدمات سے محروم علاقوں کو بینکاری خدمات مہیا کرنے میں کامیاب رہا۔

☆ **ایشیائی ترقیاتی بینک کے تعاون سے زلزلے اور سونامی کے ہنگامی امدادی منصوبوں میں اعانت (آپے و نیاس خرد و کارگری منصوبے):** منصوبے کے تحت علاقے میں کام کرنے والے خرد و کارگری بینکوں کو تکنیکی اعانت فراہم کی گئی جس کے تحت بینکوں کی حوصلہ افزائی کی گئی کہ وہ گرامین کے ماڈل پر عمل کرتے ہوئے گروپ بنیادوں پر قرضے فراہم کریں۔ اس اسکیم کے مثبت نتائج برآمد ہوئے بینکوں نے نمونگی خرد و کارگری شروع کر دی جس سے صارفین کے ایک بڑے نیٹ ورک کی مالی ضروریات پوری کرنے میں مدد ملی جبکہ ان قرضوں کی واپسی کی شرح بھی اچھائی بلندہ ہے۔